



ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "ثقفہ، ولم یصب من ضعفہ" (تقریب التہذیب: 6252)

(بعض کہتے ہیں کہ) ابن معین کی جرح محمد بن کثیر المصیصی کے بارے میں ہے۔ (حاشیہ میزان الاعتدال ج 4 ص 18)

المصیصی دوسرا شخص تھا محمد بن العبدی کی متابعت بوداؤد الحنفی (السنن الکبریٰ للبیہقی ج 4 ص 57) اور الفریابی (سنن دارقطنی ج 1 ص 333) نے کر دی ہے۔ والحمد للہ۔

(2) سفیان بن سعید الثوری، صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ و صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے مرکزی راوی ہیں اور کسی تعارف کے محتاج نہیں ہیں۔ ان کی تدلیس کی بحث آگے آرہی ہے۔

3- سلمہ بن کہیل صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ و صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے مرکزی راوی ہیں اور "ثقفہ" ہیں (التقریب: 2508)

4- حجر ابوالعباس "ثقفہ" ہیں (الکاشف للذہبی ج 1 ص 150)

انہیں خطیب بغدادی نے ثقفہ کہا ہے۔

5- وائل بن حجر مشہور صحابی ہیں رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ والحمد للہ۔

(ایک اعتراض کا جواب)

پرائمری ماسٹر: محمد امین صفدر اوکاڑی حیاتی دہلوی نے لکھا ہے۔

"حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بوداؤد رحمۃ اللہ علیہ سے جو پیش کرتے ہیں نہ صحیح ہے، کیونکہ اس میں سفیان مدلس علاء بن صالح شیعہ محمد بن کثیر ضعیف ہے۔ نہ دوام میں صریح ہے"

(مجموعہ رسائل ج 3 ص 331 طبع اول، غیر مقلدین کی غیر مستند نماز، حوالہ نمبر 87، تجلیات، صفحہ ج 5 ص 470)

جواب نمبر 1- سفیان بن سعید الثوری کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"الأعراف لسفیان الثوری عن جیب بن ابی ثابت ولا عن سلمة بن کہیل ولا عن منصور وذكر مشایخ کثیرة لا أعراف لسفیان عن ہولاء تدلیساً ما اقل تدلیسہ" (علل الترمذی الکبیر ج 2 ص 966)

یعنی سفیان ثوری، سلمہ کہیل سے تدلیس نہیں کرتے تھے۔

جواب نمبر 2- آل تقلید کے نزدیک یہاں تدلیس مضر نہیں ہے۔ ظفر احمد تھانوی دہلوی نے کہا:

"والتدلیس والارسال فی القرون الثلاثہ لا یضر عندنا"

قرون ثلاثہ (صحابہ تابعین اور تبع تابعین کے دور میں) ہمارے نزدیک تدلیس اور ارسال (مرسل روایت ہونا) مضر نہیں ہے۔ (اعلاء السنن ج 1 ص 313)



جواب۔ نمبر 3۔ سفیان ثوری ترک رفع یدین والی حدیث المنسوب الی عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بنیادی راوی ہیں اور "عن" سے روایت کر رہے ہیں۔ دہلوی اور بریلوی حضرات کا سفیان کی یہاں تہلیل کے بارے میں کیا خیال ہے؟

ابو بلال محمد اسماعیل جھٹکوی دہلوی کی "تحفہ اہل حدیث حصہ دوم" (ص 155، 154) بھی دیکھ لیں۔

باقی جوابات کو اختصار کی وجہ سے حذف کر رہا ہوں مثلاً "یحییٰ بن سعید القطان کی سفیان ثوری سے روایت وغیرہ العلاء بن صالح ہماری مذکورہ روایت کی سند میں ہے ہی نہیں اور محمد بن کثیر العبدی کو ضعیف کہنا مردود ہے جیسا کہ سابقہ صفحے پر گزر چکا ہے۔ یاد رہے کہ راوی کے تعین کے لیے اس کے شیوخ و تلامیذ کو مد نظر رکھنا انتہائی ضروری ہے۔ ایک روایت میں امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"حدثنا محمد بن کثیر عن سفیان عن منصور"

تو ظلیل احمد سہارنپوری دہلوی نے کہا:

"(حدثنا محمد بن کثیر) العبدی ابو عبد اللہ البصری قال ابن معین: لم یکن یثبته وذكره ابن حبان في الثقات وقال احمد بن حنبل رحمه الله عليه: ثقته" (بذل المحمود ج 1 ص 139 ح 55)

ابن معین کی جرح مردود ہے جیسا کہ سابقہ صفحے پر گزر چکا ہے۔

1۔ عمل صحابہ اور مخالفین آئین با بھر کے پاس عدم دلیل کی بنا پر یہ صحیح حدیث دوام پر دلیل ہے۔ والحمد للہ۔

2۔ العلاء بن صالح پر جرح بھی مردود ہے جمہور محدثین نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے لہذا ان کی حدیث حسن لذاتہ ہے۔

2۔ امام ابن ماجہ القروینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

"حدثنا حماد بن سلمة، حدثنا سئیل بن أبي صالح، عن أبيه، عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "ما حسدتمكم اليهود على شيء، ما حسدتمكم على السلام والتأمين"

(سنن ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ ج 1 ص 278 ح 856، وسندہ صحیح)

اسے منذری (متوفی 656ھ) اور بوسیری دونوں نے صحیح کہا ہے۔ (الترغیب والترہیب ج 1 ص 328 وزوائد سنن ابن ماجہ للبوسیری)

سند کا تعارف

1۔ اسحاق بن منصور بن بہرام الکوجی ابو یعقوب التمیمی، المروزی نزل نيسابور۔

(تہذیب الکمال للمزی ج 2 ص 75، 74)

صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ و صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے راوی "ثقفہ ثبت" ہیں۔ (التقریب: 384)

2۔ عبد الصمد بن عبد الوارث بن سعید الغنبری صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ و صحیح مسلم رحمۃ اللہ علیہ کے راوی اور "صدوق ثبت فی شہہ" تھے۔ (التقریب: 4080)



سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا :

"عن نافع عن ابن عمر کان : إذا کان مع الإمام یقرأ بآم القرآن فأمن الناس آمن ابن عمرو رأی تلك السنة"

"محمد بن یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں حدیث بیان کی (کہا) ہمیں ابو سعید الجعفی نے حدیث بیان کی (کہا) مجھے ابن وہب نے حدیث بیان کی (کہا) مجھے اسامہ بن زید نے نافع رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث بیان کی کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب امام کے ساتھ نماز پڑھتے سورۃ فاتحہ پڑھتے پھر لوگ آمین کہتے تو آپ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بھی آمین کہتے اور اسے سنت قرار دیتے۔ (صحیح ابن خزیمہ 1/287، ح 572)

سند کی تحقیق

نافع مولیٰ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ "ثقف ثبت فقیہ مشہور" (التقریب: 7086)

اسامہ بن زید (اللہثی ابو زید الدنی) صحیح مسلم کے راوی اور عندا الجہور ثقہ و صدوق تھے۔ ابن وہب عن اسامہ بن زید عن نافع عن ابن عمر کی سند سے متعدد روایات صحیح مسلم میں موجود ہیں۔ (راجع تحفۃ الاشراف للمزنی 55، 6/54)

ان پر یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ، احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ، نسائی رحمۃ اللہ علیہ، البرقی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو العرب رحمۃ اللہ علیہ نے جرح کی ہے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ، ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ العلی رحمۃ اللہ علیہ، مسلم رحمۃ اللہ علیہ، ابن حبان "وقال یخطی" ابن شاپین رحمۃ اللہ علیہ اور یعقوب رحمۃ اللہ علیہ ابن سفیان رحمۃ اللہ علیہ وغیرہم نے ثقہ صدوق و صحیح الحدیث کہا ہے۔ الحاکم رحمۃ اللہ علیہ اور ابو علی الطوسی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی حدیث کو صحیح قرار دیا۔ ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے ان کی حدیث کی تصحیح کی ہے۔

ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے :

"ویروی عنہ ابن وہب نسۃ صلیۃ"

(مخلصاً من تہذیب الکمال مع البامش 2/347-351، وتہذیب التہذیب 1/209، 210 وغیرہما)

ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : "الإمام العالم الصدوق" (سیر اعلام النبلاء 6/342)

اور کہا : "صدوق قوی الحدیث والظاہر انہ ثقہ" (معرفة الرواة المتکلم فیہم للیوہب الردلذہبی ص 64 رقم 26)

بوصیری نے الزوائد میں ان کی ایک حدیث کو صحیح قرار دیا۔ (سنن ابن ماجہ 2/1014 ح 3052)

زیلعی حنفی نے اس کی ایک حدیث کو حسن کہا : (نصب الراية 3/162)

علی بن الدینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا : "کان عندنا ثقہ" (سوالات محمد بن عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ رقم 103 ص 98)

محمد بن عثمان بن ابی شیبہ رحمۃ اللہ علیہ ثقہ ہیں اور ان پر جرح مردود ہیں۔



دیکھئے میری کتاب "

"الاسانید الصحیحہ فی أخبار الإمام أبی حنیفہ"

(ص 81 اور تحقیقی مقالات (ج 1 ص 475)

شمس الحق عظیم آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن سید الناس سے نقل کیا کہ "اسنادہ حسن" (تعلیق المغنی 1/252) یعنی اس کی ایک روایت بلحاظ سند حسن ہے۔

خلاصہ یہ کہ جمہور کے نزدیک ثقہ و صدوق تھے لہذا ان کی حدیث حسن ہے۔

حافظ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"وقد یرتقی حدیثہ ابی رتبۃ الحسن"

اور ان کی حدیث حسن کے رتبے تک پہنچ جاتی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء 6/343)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "صدوق یحکم" (التقریب: 317)

حافظ صاحب امام ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک راوی کے بارے میں میں نقل کرتے ہیں۔

"لم أرہ تناً منکر ابی یحکم وهو حسن الحدیث انتہی"

(الکامل لابن عدی 3/1178، لسان المیزان 3/69)

معلوم ہوا کہ یحکم والی روایت کا راوی حسن الحدیث ہوتا ہے (بشرطیکہ اس کے موثقین زیادہ ہوں اور روایت مذکورہ میں اس کا وہم ہونا ثابت نہ ہو۔)

دیوبندیوں کا اصول ہے کہ مختلف فیہ راوی کی حدیث حسن ہوتی ہے۔ ظفر احمد تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

"حسن وکذا اذا کان الراوی مختلفاً فیہ وثقہ بعضهم، وضعف بعضهم فهو حسن الحدیث"

"اور اس طرح اگر راوی میں اختلاف ہو، بعض نے اس کی توثیق کی ہو اور بعض نے ضعیف قرار دیا ہو تو وہ حسن الحدیث ہوتا ہے۔ (قواعد فی علوم الحدیث ص 46 مع تحقیق ابی غنہ الحنفی)

اور اسامہ بھی مختلف فیہ راوی ہیں۔ بعض نے جرح کی اور اکثر جمہور علماء نے انھیں ثقہ قرار دیا لہذا ان کی حدیث بذات کو حسن ہے واللہ اعلم۔

ابن وہب کتب سنہ کے راوی اور ثقہ حافظ عابد ہیں۔ (التقریب: 3694)

ابو سعید (یحییٰ بن سلیمان) الجعفی، صحیح بخاری کے راوی ہیں ان سے ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے روایت کی۔ ابو زرعہ رحمۃ اللہ علیہ صرف ثقہ سے روایت کرتے ہیں۔ (لسان

المیزان 2/416)



ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ثقہ قرار دیا ہے۔ (کتاب الثقات 9/263 وقال: رہا غرب)

دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "ثقہ"

مسلمہ بن قاسم نے کہا:

"لاباس برکان عندا لعقلی ثقہ ولہ احادیث مناکیر"

(مسلمہ بذات خود ضعیف ہے)

ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں ان سے روایت کی ہے ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "شیخ" ان کے مقابلے میں امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "لیس بیہتہ"

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: "صدوق یخطی" (مخلصاً من تنذیب التندیب 11/227 والتقريب التندیب: 7564)

جمہور کے مقابلے میں یہ جرح مردود ہے لہذا ابوسعید الخدیی کی حدیث حسن لذاتہ ہے۔

ان کے شاگرد محمد بن یحییٰ (الذہلی) ثقہ حافظ جلیل تھے۔ (التقريب: 6387)

خلاصہ یہ کہ حدیث بلحاظ سند حسن ہے۔ لہذا شیخ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ کا اسے اسناد ضعیف کہنا قرین صواب نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وروینا عن ابن عمر رضی اللہ عنہ "أنہ کان یرفع بہا صوتہ، لاما کان أواموا"

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امام ہوتے یا مقتدی (دونوں صورتوں میں) آمین بلند آواز سے کہتے تھے۔ (السنن الکبریٰ 2/59)

ان کا غالباً اس حدیث کی طرف اشارہ ہے:

"وقال نافع: کان ابن عمر لایدعہ، و یخضم، و سمعت منہ فی ذلک خبراً"

نافع رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آمین (کہنا) نہیں چھوڑتے تھے اور انھیں (لپٹے شاگردوں کو) اس کی ترغیب دیتے تھے اور میں نے اس سلسلہ میں ان سے

ایک خبر سنی ہے۔ (بخاری مع فتح الباری 2/209)

بعض روایات میں ہے کہ میں نے خیر سنی ہے۔

یہ روایت مصنف عبدالرزاق (2641) میں موصولاً موجود ہے۔

تنبیہ:

مصنف عبدالرزاق (2/97) میں ابن خریج کے بعد "انبرت نافع" چھپ گیا ہے۔ جبکہ صحیح "انبرنی نافع" ہے جیسا کہ فتح الباری (2/209) میں ہے۔



فوائد بن معین میں صحیح سند کے ساتھ نافع سے روایت ہے۔

"قول ابن جریج: أُخبرْتُ عن نافع أن ابن عمر كان إذا ختم أمّ القرآن قال: «آمين»، لا يدع أن يؤمن إذا ختمها، وتخصم علي قولها قال: وسمعت منه في ذلك خبراً"

"ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سورۃ فاتحہ ختم کرتے تو آمین (کہنا) نہ چھوڑتے، جب فاتحہ ختم کرتے تو آمین کہتے اور اسے کہنے کی ترغیب دیتے، میں نے ان سے اس کے متعلق ایک روایت بھی سنی ہے۔

روایت ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے تعلیق التعلیق (2/319) میں اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کی ہے۔

میرے اس مضمون کا صرف وہی جواب قابل مسموع ہوگا جس میں اس مضمون کے مکمل متن کو درج کر کے ہر مطلوبہ بات کا جواب دیا جائے گا۔ اس شرط کی عدم موجودگی والا جواب شروع سے ہی مردود سمجھا جائے گا۔

"وَالسُّلْبُونَ عَلَىٰ شُرُوطِهِمْ"

یاد رہے کہ یہ شرط کتاب اللہ کے مخالف نہیں ہے بلکہ عین تحقیق مطلوب ہے تاکہ مخالف شخص اصل بحث سے ہٹ کر ادھر ادھر کی باتیں نہ چھیڑ دے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھئے میری کتاب "القول المتین فی الجہر باتنا میں"

تنبیہ:

اس مضمون "زاد الیقین فی تحقیق بعض روایات التامین" کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ (18 ستمبر 2004ء)

لہذا عامۃ المسلمین کے فائدے کے لیے اسے ماہنامہ "الحمدیث" میں شائع کیا جا رہا ہے۔ (16/شعبان 1423ھ بمطابق 23/اکتوبر 2002ء) (الحمدیث: 7)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمیہ

جلد 1 - کتاب الصلاة - صفحہ 334

محدث فتویٰ